ان کا قول بھی یہی نقل کیا گیا ہے:

ان ابن عمر کان لایری به باسا (ابن ابی شیبة)

دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جگہ تبدیل کرنے کے حق میں تھے۔

عن عطاء ان ابن عباس وابن الزبیر وابا سعید وابن عمر کانوا یقولون لا یتطوع حتی یتحول من مکانه الذی صلی فیه الفریضة (ابن ابی شیبة)

بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کا یہ قول صرف امام کے متعلق ہے۔

فقال ابن المسیب: انما کرہ ذلک للامام (عبد الرزاق) قال الشعبی انه کرہ اذا صلی الامام ان یتطوع فی مکانه ولم یر به لغیر الامام باسا (ابن ابی شیبة)

یہ ان کا استنباط معلوم ہوتا ہے دراصل وہ اسے جواز اور عدم جواز کا مسئلہ نہیں سمجھتے تھے اس لیے وہ دونوں طرح کہتے اور کرتے تھے اس سے ایک نے سمجھا کہ یہ کراہت "امام" تک محدود ہے دوسرے نے کہا کہ وہ سب کے لیے یہی تصور کرتے تھے۔

ایک شخص فرض پڑھ کر اسی جگہ سنتیں پڑھنے لگا تو حضرت ابن عمرؓ نے اسے دھکا دیا اور بتایا کہ تو نے فاصلہ نہیں کیا۔

من اجل ذلک انك لم تتکلم منذ انصرفت من المکتوبة (عبد الرزاق)

بہرحال مرفوع احادیث سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ جگہ تبدیل ہو جائے تو بہتر ہے۔ اگر تبدیل نہ کر سکے تو کم از کم کلام ہی کسی سے کر لے، باقی رہی حکمت؟ تو کوئی کہتا ہے کہ جگہ گواہی دے گی یہ بھی گواہ رہے اور وہ ٹکڑا بھی، کوئی کہتا ہے کہ: فرض اور نوافل میں امتیاز ہو جائے۔ بعض کہتے ہیں کہ امام ضرور بدلے تاکہ اس پر قیادت کا نشہ طاری نہ رہے، سوشلسٹ سے پوچھیں گے تو وہ کہے گا کہ: میاں جی اسے کہیں اپنی ملکیت نہ بنا لے، لیکن صحیح یہ ہے کہ: چونکہ ہمارے نبیؐ اسے پسند کرتے ہیں۔ ہمیں بھی پسند ہے ؎

رشتہ در گردنم افگندہ دوست ۔۔۔ می کشد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اس سے بڑھ کر ہمارے لیے اور کوئی حکمت اور فلسفہ نہیں۔ لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه۔

ابن تیمیہؒ اور دعا۔ امام ابن تیمیہؒ فرض نمازوں کے بعد ذکر اذکار کے تو قائل ہیں لیکن دعا کے متعلق ان کا نظریہ ہے کہ وہ نماز میں سلام سے پہلے کی جا سکتی ہے جب ان سے کہا گیا کہ دعا

کے لیے دبر الصلوٰۃ المکتوبۃ کے الفاظ آئے ہیں، جس کے معنی فرضوں کے بعد کے ہیں؟ تو فرمایا "دبر" شے کا جزء ہوتا ہے، تو وہ سلام سے پہلے ممکن ہے۔ سلام کے بعد جزء نہیں رہتا۔

واما لفظ "دبر الصلوٰۃ" فقد یراد بہ آخر جزء منہ وقد یراد بہ ما یلی آخر جزء منہ کما فی دبر الانسان فانہ آخر جزء منہ ومثلہ لفظ العقب وقد یراد بہ الجزء المؤخر من الشیٔ کعقب الانسان وقد یراد بہ ما یلی ذلک فالدعاء المذکور فی "دبر الصلوٰۃ" اما ان یراد بہ آخر جزء منہا لیوافق بقیۃ الاحادیث او یراد بہ ما یلی آخرہا ویکون ذلک ما بعد التشہد (فتاویٰ ابن تیمیۃ جلد ۲۲ ص ۴۹۹)

لیکن علماء نے ان کی یہ دریافت قبول نہیں فرمائی، کیونکہ تسبیحات مسنونہ کے لیے بھی "دبر الصلوٰۃ" کے الفاظ آئے ہیں، تو کیا یہ بھی سلام سے پہلے ہونی چاہئیں؟[۵] امام ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

وزعم بعض الحنابلۃ ان المراد بدبر الصلوٰۃ ما قبل السلام وتعقب بحدیث ذھب اھل الدثور فان فیہ تسبحون دبر کل صلوٰۃ وھو بعد السلام جزما فکذلک ما شابہہ (فتح الباری باب مکث الامام فی مصلاہ بعد السلام) (عزیز زبیدی)

---

۵ دراصل نماز کے بعد دعا کے مسئلہ کا تعلق امام کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کے بعد دعا کیلئے دوبارہ اجتماع یا اس دعا کیلئے سب کے مشترکہ ہاتھ اٹھانے کی کیفیت سے ہے جو حدیث سے ثابت نہیں۔ جہاں تک اذکار مسنونہ کا تعلق ہے وہ جماعت کے ختم ہونے کے بعد جماعتی صورت میں نہیں ہوتے بلکہ ہر شخص انفرادی طور پر کرتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نماز کی ابتدا تکبیر سے ہوتی ہے اور انتہاء تسلیم سے۔ لہٰذا زیر غور نکتہ یہ ہے کہ اگر تسلیم کے بعد دعا کیلئے وہی اجتماعی کیفیت بنائی جائے تو یہ جماعت بندی ہو کر نماز کا حصہ بن جائے گی۔ حالانکہ نماز باجماعت ختم ہو چکی ہے۔ گویا دبر الصلوٰۃ سے بعد از نماز مراد لیکر بھی عملاً اس دعا کو نماز باجماعت کا ایک جزء ہی بنا یا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفیہ ایسی دعا کے بغیر نماز کو ناقص سمجھتے ہیں۔ اس پس منظر میں امام ابن تیمیہؒ کا مسنون دعاؤں کو دبر الصلوٰۃ میں شامل کر کے تسلیم سے قبل رکھنا اور بعد از نماز اجتماعی کیفیت کو دبر الصلوٰۃ کے مفہوم سے خارج قرار دینے کی توجیہ بھی سمجھ میں آتی ہے۔ فافہم وتدبر! (مدیر)